مراسلات

روسی انقلاب کے بعد روسی وفد اور جمعیۃ العلماء ہند

ایک غلط کہانی کی تردید

تحریر: مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

نوائے وقت (۲۲ ستمبر ۱۹۷۷ء) جناب وقار انبالوی صاحب کا ایک مضمون "سوشلزم، کمیونزم کا رد ہے" کے عنوان سے شائع ہوا ہے، جس میں انہوں نے یہ انکشاف کیا ہے کہ روسی انقلاب کے بعد ۲۳-۱۹۲۲ء میں روس کے دانشور کار پردازوں کا ایک وفد دہلی آیا۔ اس نے جمعیت العلماء دہلی سے رجوع کیا اور کہا اگر برفانی علاقوں کے لوگوں کو وڈکا کے ایک دو گھونٹ پینے اور صبح کی نماز کیلئے تیمم کی رخصت دیدی جائے تو روس میں اسلامی ضابطۂ حیات کے تجربے کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔ مگر جمعیت العلماء اسلام نے انہیں یہ مایوس کن جواب دیا کہ یا تو اسلام کو پورا قبول کرو یا اس سے دستبردار ہو جاؤ ——— اس واقعہ کو نقل کر کے وقار صاحب نے علامہ اقبالؒ کی زبانی یہ رونا رویا ہے کہ افسوس! ہمارے علمائے کرام کی کم نگہی اور بے سوادی نے اٹھارہ کروڑ انسانوں کو اسلام کے دروازے سے دھکا دیدیا۔

جناب وقار انبالوی ایک کہنہ مشق صحافی ہیں، اسلام اور سوشلزم کی جنگ میں عموماً ان کو اسلام کا حامی سمجھا جاتا ہے، مگر جس موقعہ پر ان کا یہ مضمون چھپا ہے۔ اسکی نزاکت کو یا تو انہوں نے محسوس نہیں کیا، یا انہوں نے جان بوجھ کر اس نازک وقت میں اسلامی کیمپ پر پتھر پھینکنے کی کوشش کی ہے۔ ممکن ہے روسی وفد کی آمد کا یہ واقعہ انہوں نے کسی سے سنا ہو مگر افسوس ہے کہ انہوں نے اس فرضی افسانہ کو اخبار کی سیاہی میں منتقل کرنے سے پہلے بالکل نہیں سوچا کہ یہ کس قدر غیر ذمہ دارانہ صحافت کا مظاہرہ ہے۔ میں ان کی اور ان کے قارئین کی توجہ چند امور کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

۱۔ موصوف اس واقعہ کو روسی انقلاب کے بعد کا واقعہ بتاتے ہیں۔ یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا روسی انقلاب ایک سنجیدہ انقلاب تھا۔؟ اور اس نے روس کے "دانشور کار پردازوں" کو یہ سوچنے کی مہلت دی تھی کہ انہیں انقلاب کے بعد اب کونسا ضابطۂ حیات اپنانا ہے۔؟ جن حضرات نے روسی انقلاب کی تاریخ کا

مطالعہ کیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ روس کے کیمونسٹ انقلاب نے مذہب و اخلاق کے خلاف ایک طوفان برپا کر دیا تھا کہ تمام مذہبی و انسانی قدریں خس و خاشاک کی طرح بہ گئی تھیں، اور اجتماعی طور پر تو کجا کسی کو انفرادی طور پر بھی اسلام کے اپنانے اور اپنے آپ کو مسلمان کی حیثیت سے نمایاں کرنے کی اجازت نہیں تھی، نہ روس کے دانشور کارپردازوں کے ذہن کے کسی گوشے اسلام کو اپنانے کا خیال پیدا ہو سکتا تھا، نہ تو تشکیل کیمونسٹ معاشرے میں اسکی گنجائش تھی۔ ان حالات میں وقار صاحب کا یہ انکشاف تاریخ انقلاب اور اس کے نفسیاتی و ذہنی نتائج سے بے خبری کی دلیل ہے۔

۲۔ وقار انبالوی صاحب موسیٰ جار اللہ صاحب کو ترکستان کا شیخ الاسلام بتاتے ہیں، اور یہ کہ انہی کی ترغیب پر روسی دانشوروں کا وفد دہلی آیا تھا، حالانکہ موسیٰ جار اللہ کو ترکستان کے شیخ الاسلام ہونے کا شرف صرف وقار صاحب نے عطا کیا ہے۔ نہ وہ اس حیثیت کا آدمی تھا۔ نہ اسے یہ منصب حاصل تھا، اس کے عقائد و نظریات اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں۔

۳۔ اگر وقار صاحب کے بقول موسیٰ جار اللہ صاحب ترکستان کے شیخ الاسلام تھے، تو سوال یہ ہے کہ انہوں نے اس فرضی وفد کو دہلی آنے کی زحمت کیوں دی؟ وہ اپنے ملک کے حالات و ضروریات سے جسقدر آگاہ تھے، دہلی کے علمائے کرام اس قدر باخبر نہیں ہو سکتے تھے، جس مشکل کا حل دہلی کے ایوانِ علم میں ڈھونڈھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہ ترکستان کے شیخ الاسلام نے خود ہی کیوں نہ پیش کر دیا، انہوں نے اپنے اٹھارہ کروڑ اہلِ وطن کو اسلام کے دروازے دھکا کیوں دیدیا۔؟

۴۔ سب سے زیادہ تعجب خیز اور حیرت افزا بات یہ ہے کہ وقار صاحب کے مطابق روسی دانشور کارپردازوں کا یہ وفد روس سے چلتا ہے، اور سیدھا جمعیۃ العلماء دہلی کے دفتر پہنچ کر دو ٹکا اور تیمم کی رخصت چاہتا ہے۔ اور وہاں سے نفی میں جواب پاکر چپ چاپ روس لوٹ جاتا ہے۔ اور وہاں جاکر سوشلسٹ ضابطۂ حیات مرتب کر لیتا ہے، اسے نہ تو ہندوستان میں کسی اور عالم سے رجوع کرنے کی توفیق ہوتی ہے۔ نہ یہاں کے اخبارات اسکی آمد و رفت کا نوٹس لیتے ہیں، نہ ہندوستان میں اسکی آمد اور ناکام واپسی کی کسی کو کانوں کان خبر ہوتی ہے، نہ وقار صاحب اسے دردمندانِ اسلام میں کوئی اس وفد کی پیشوائی کے لئے آگے بڑھتا، یہ سارے راز ۵۵ برس تک وقار صاحب کے سینہ میں دفن رہتے ہیں۔ اور وہ اس کا انکشاف ٹھیک اسوقت کرتے ہیں جبکہ پاکستان میں اسلام اور سوشلزم کی جنگ آخری فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور چند ہی روز بعد پاکستانی قوم کو فیصلہ کرنا ہے۔ کہ وہ یہاں اسلام کے نفاذ کو دیکھنا چاہتی ہے۔ یا اسکو دفن کر کے اسکی جگہ سوشلزم کا گرجا تعمیر کرتی ہے۔ اس نازک موقع پر وقار صاحب کا ۵۵ سال کے مخفی راز کو اگلنا، علمائے کرام

پر کم نگہی اور بے سوادی کا فتویٰ صادر کرنا آخر کس چیز کی غمازی کرتا ہے۔؟ اس سے نظامِ مصطفیٰؐ کی تحریک کی تائید ہوتی ہے۔ یا اس کے مقابلہ میں لادینی تحریک کی۔؟

۵۔ وقار صاحب نے وڈکا کے دو ایک گھونٹ اور صبح کی نماز کیلئے تیمم کی رعایت کا جو افسانہ رقم کیا ہے۔ اب ذرا اسکی شرعی حیثیت بھی ملاحظہ فرمائیے۔ دینیات کا معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ ویسے برفانی علاقے میں جہاں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے میں واقعۃً بیماری کا اندیشہ ہو تیمم کرنے کی اجازت ہے۔ کیا اس معروف مسئلہ سے ترکستان کے علماء ناواقف تھے کہ روس کے وفد کو ہندوستان آنے کی زحمت اٹھانا پڑی۔؟ اور پھر کیا دہلی کے علمائے کرام اس سے ناواقف تھے کہ انہوں نے اس شرعی رخصت پر عمل کا فتویٰ دینے میں بخل سے کام لیا۔؟ ظاہر ہے کہ یہ ایک غلط تہمت ہے جس کا تصور کسی عالم دین کے حق میں قبول نہیں کیا جا سکتا۔ جہاں تک وڈکا پینے کا تعلق ہے اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیجئے۔

حضرت ویلم حمیریؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہمارا علاقہ بڑا سرد ہے۔ اور سردی کا مقابلہ کرنے کیلئے ہم ایک مشروب تیار کیا کرتے ہیں کیا اس کے استعمال کی اجازت ہے۔؟ فرمایا: کیا وہ شراب نشہ آور ہوتی ہے۔؟ بولے جی ہاں! فرمایا تب تو اس سے پرہیز لازم ہے۔ عرض کیا لوگ اسے چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوں گے، فرمایا: لوگ اسے ترک نہ کریں تو ان سے قتال کرو (ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۱۶۲)

کیا وقار صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی کم نگہی اور بے سوادی کا فتویٰ صادر کریں گے۔؟

نعوذ باللہ۔

تفسیر حقانی مکمل

مولانا عبدالحق حقانی دہلویؒ کی مایہ ناز اور شہرہ آفاق تفسیر فتح المنان المشہور تفسیر حقانی مکمل مدتوں کے انتظار کے بعد شائع ہو چکی ہے۔ دورِ حاضر کے مسائل کا بہترین حل اس تفسیر کی امتیازی خصوصیت ہے، کوئی بھی لائبریری اس عدیم النظیر تفسیر کے بغیر مکمل نہیں کہلا سکتی۔

آفسٹ کی خوبصورت کتابت و طباعت، سنہری ڈائی دار جلدیں۔ قیمت مکمل پانچ جلدیں ۲۵۰/ دو صد پچاس روپے۔ کمیشن معقول۔ مدارس اور طلبہ کے لئے خصوصی رعایت۔

ناشر:- مکتبہ الحسن ۲/۹ لال اسٹریٹ عبدالکریم روڈ قلعہ گوجر سنگھ لاہور

ملنے کا پتہ:- اشرف اکیڈمی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد ——— لاہور